بسم اللہ الرحمن الرحیم

REGD. NO. L. 5254

جلد ۴۹/۱۴ | ۸ احسان ۱۳۳۹ھش ۸ جون ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۲۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ —

ربوہ ۷ رجون بوقت دس بجے صبح

کل اور پرسوں حضور کو اعصابی بے چینی اور ضعف کی شکایت رہی رات نیند آگئی۔ اس وقت عام طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے اور صحت والی اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین اللّٰھم آمین

روسی سرحد سے قندھار تک ایک بڑی سڑک کی تعمیر شروع ہو گئی

تعمیر کے سلسلہ میں ایک ہزار افغان مزدور ایک روسی سنٹر میں تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

ماسکو ۷ رجون۔ روس کی خبر رساں ایجنسی "طاس" نے اعلان کیا ہے کہ روسیوں نے اپنی سرحد کے آخری سرے سے لیکر افغانستان کے شہر قندھار تک ایک بڑی سڑک کی تعمیر شروع کردی ہے۔

۴۶۰ میل لمبی یہ سڑک اس علاقے کی روسی سرحدی چوکی سے شروع ہوتی ہے۔ روس نے اس سڑک کی تعمیر کو جلد سے جلد مکمل کرنے کے لئے ہر قسم کا سامان اور فنی امداد دینے کا ذمہ اٹھایا ہے۔ علاوہ ازیں روس نے اس علاقے میں ایک ٹریننگ سنٹر کھولا ہے۔ جس میں ایک ہزار افغان مزدوروں کو سڑک کی تعمیر کے سلسلہ میں تربیت دی جا رہی ہے۔

ربوہ میں عید الاضحیٰ کی مبارک تقریب

نماز عید مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھائی

حضور کی شفایابی کیلئے پرسوز اجتماعی دعا

ربوہ ۷ رجون۔ کل یہاں ربوہ میں عید الاضحیٰ کی تقریب اسلامی شعار کے مطابق اہتمام سے منائی گئی۔ پروگرام کے مطابق سوا سات بجے صبح اہل ربوہ نے مسجد مبارک میں مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی اقتدا میں عید الاضحیٰ کی نماز ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد آپ نے خطبہ دیتے ہوئے عید الاضحیٰ کی غرض و غایت اور قربانی کی اہمیت اور اس کے فلسفہ پر عمدہ پیرائے میں روشنی ڈالی۔ اور اس ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے "خطبہ الہامیہ" کا ایک نہایت ایمان افروز اور روح پرور اقتباس بھی پڑھ کر سنایا۔

خطبہ کے اختتام پر آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے خصوصی دعائیں جاری رکھنے اور درد و الحاح کے ساتھ ہر آن اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگے رہنے کی پرزور تحریک فرمائی۔ خطبہ کے بعد دنیا میں اسلام کی ترقی اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے پرسوز اجتماعی دعا کی گئی۔

جنوبی چلی کے دو اور علاقوں میں زلزلہ

سان تیاگو ۷ رجون۔ جنوبی چلی کے دو اور علاقوں میں زلزلہ آیا ہے۔ اس زلزلہ کی شدت کے پیش نظر خیال ہے۔ کہ اس کے بعد سمندری طوفان بھی آئے گا۔ جانی اور مالی نقصان کے متعلق ابھی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ اس سے قبل جنوبی چلی میں جو زلزلہ آیا تھا۔ اس میں ایک ہزار افراد ہلاک اور ایک لاکھ مکان گر گئے تھے اور اس کے نتیجہ میں اٹھنے والے سمندری طوفان نے آسٹریلیا نیوزی لینڈ، ہوائی اور جاپان تک نقصان پہنچایا تھا۔

سکائی بولٹ میزائل کی تیاری

لنڈن ۷ رجون۔ برطانیہ اور امریکہ نے سرکاری طور پر اس خبر کی تصدیق کر دی ہے۔ کہ دونوں سکائی بولٹ میزائل کی تیاری کے سلسلہ میں مل کر کام کریں گے۔ یہ تصدیقی بیان دونوں ملکوں کے وزرائے دفاع کے درمیان بات چیت کے بعد جاری ہوا ہے۔

انڈونیشیا میں مارشل لاء کی میعاد بڑھا دی گئی

جاکرتہ ۷ رجون۔ انڈونیشیا کی حکومت نے مزید چھ ماہ کے لئے مارشل لاء کی میعاد بڑھا دی ہے۔ حکومت نے ایک سرکاری اعلان میں کہا ہے کہ یہ اضافہ معمول کے مطابق ہے۔

۴ ہزار میل لمبے دریائی راستے

ڈھاکہ ۷ رجون۔ اگلے سال کے اندر اندر مشرقی پاکستان میں ۴ ہزار میل کے ایسے دریائی راستے ہو جائیں گے جن میں با آسانی سٹیمر چل سکیں گے۔ حکومت دریاؤں سے مٹی نکالنے پر ۳ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے خرچ کرے گی

حضرت میاں شیخ محمد صاحب قریشی وفات پا گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

ربوہ — یہ خبر جماعت میں افسوس سے سنی جائے گی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیمی اور مخلص صحابی حضرت میاں شیخ محمد صاحب قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مورخہ ۶ رجون ۱۹۶۰ء بروز عید الاضحیٰ چار بجے صبح لاہور میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ اسی روز نو بجے شب کے قریب لاہور سے ربوہ لایا گیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور جنازے کو کندھا بھی دیا۔ بعد ازاں مرحوم کی نعش کو قطعہ صحابہ

(باقی دیکھیں ص پر)

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

موازنہ سیدین

لاہور کے بعض اخبارات میں پچھلے دنوں ایک ایک طویل مضمون "موازنہ سیدین" کے زیر عنوان شائع ہوتا رہا ہے۔ اس مضمون میں "مفکر" کا نقاب ڈال کر مضمون نگار نے سر سید احمد مرحوم اور سید جمال الدین افغانی مرحوم کا موازنہ کیا ہے۔ مضمون کا آغاز تو بڑے اصولی انداز میں کیا گیا تھا اور توقع بندھتی تھی کہ فاضل مضمون نگار دونوں سیدوں کی خوبیاں اور برائیاں پیش کر کے دونوں کا موازنہ کرے گا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہماری یہ توقع پوری نہ ہوئی بلکہ اس مضمون سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ حقیقی کام تو سید جمال الدین افغانی نے کیا ہے لیکن اس کے لئے نہ کوئی یوم منایا جاتا ہے اور نہ کوئی اور یادگار قائم کی گئی ہے اور سر سید کو جو قوم میں عزت ہے بدراصل وہ اس کے اہل نہیں۔

ذیل میں ہم ذرا معذرت کے ساتھ اس مضمون کے آغاز کا کچھ حصہ درج کرتے ہیں:-

"زندگی کی دوڑ میں، افراد مانند جب کسی قوم کا راستہ کوئی زیادہ طاقتور حریف روک لیتا ہے تو سفر جاری رکھنے کے لئے تین میں سے کوئی ایک صورت اختیار کی جاتی ہے۔

یا تو ضعیف فریق اسباب کی کمی، اولوالعزمی کی فراوانی سے پورا کرنے کے زعم میں۔ شجاعت کی تلوار کھینچ کر حریف سے مصروف جنگ و پیکار ہو جاتا ہے۔ اکثر اپنا سر کٹانے سے دریغ نہیں کرتا اور کبھی فتحیاب بھی ہو جاتا ہے۔ برصغیر کی اسلامی تاریخ میں یہ راہ سلطان ٹیپو شہیدؒ اور پھر سید احمد شہیدؒ نے اختیار کی۔

. . . . دوسری صورت یہ ہے کہ کمزور فریق، حقیقت پسندانہ روش اختیار کرتے ہوئے اپنے عجز کا اعتراف کر لیتا ہے۔ یگانگت کے تقاضے پورے کرنے کی سکت یا عزم باقی نہ رہے۔ تو یگانگت کے رشتے خود بخود جڑنے لگتے ہیں اس طریقہ کار کی سہولتیں بدیہی ہیں۔ اگرچہ ہمیشہ پائیدار ثابت نہیں ہوتیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ میں یہ دروازہ سر سید احمد خان اور مرزا غلام احمد نے کھولا . . . . . .

. . . تیسری صورت یہ ہے کہ وقتی طور ناتوان فریق نہ ہتھیار ڈال کر صلح کرتا ہے اور نہ فتح کی مطلوبہ تیاری سے پہلے، حریف سے تصادم قبول کرتا ہے اپنے موقف کا سختی سے جائزہ لے کر، ہر باطل عنصر خارج کر دیتا ہے۔ فقط حق پرستی کو شعار بنایا جاتا ہے۔ یوں اپنی کمزوری کی علت ترک کر کے، دشمن کے غلبہ کا ہر ہتھیار چھین لینے کا منصوبہ تیار کیا جاتا ہے۔ ہند و پاکستان میں اس تیسرے امکان کی رہنمائی کرنے والا ایک تیسرا سید تھا۔ یہ وہی شخص تھا۔ جس نے افغانستان، ایران، ترکی اور مصر میں فرنگی سے خلاصی حاصل کرنے کی تحریک کی ہر جگہ بنیاد رکھی۔ اس کا نام سید جمال الدین افغانی تھا"

جہاں تک اپنے ذہنی دائرے کے اندر سید جمال الدین نے کام کیا ہے ہم اس کے خلاف نہیں ہیں بلکہ تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ "مفکر" نے کہا ہے ایک حد تک انہوں بعض مسلمان اقوام کو ان کی سیاسی قوم شناسی کی طرف توجہ دلائی اور اس کام میں اپنی زندگی صرف کر دی۔ اسی طرح ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ سر سید احمد خان نے دین کی جو بعض تعبیریں مغربی نیچری مفروضات کے مطابق کیں وہ سخت غلط ہیں اور سوا اس کے کہ سید جمال الدین کی ان پر تنقید کا لہجہ بہت سخت ہے ان کی تنقید اصولاً صحیح ہے۔ ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ سید جمال الدین کے آثار کے متعلق بھی قوم کو جائز توجہ دینی چاہیئے لیکن ہم مفکر کی اس کوشش سے متفق نہیں ہیں کہ سید جمال الدین مرحوم کی توقیر قائم کرنے کے لئے سر سید احمد خاں مرحوم کی تقلیل اور تحقیر ضروری ہے "جیسا کہ "مفکر" نے اس مضمون میں عمداً اور بالارادہ کیا ہے۔ اور زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ "مفکر" نے خود ہی جیسا کہ ان کے اقتباس سے واضح ہوتا ہے سر سید احمد خاں کے کام کا صاف صاف لفظوں میں اعتراف کیا ہے کہ:-

"دوسری صورت یہ ہے کہ کمزور فریق حقیقت پسندانہ روش اختیار کرتے ہوئے اپنے عجز کا اعتراف کر لیتا ہے۔ یگانگت کے تقاضے پورے کرنے کی سکت یا عزم باقی نہ رہے تو یگانگت کے رشتے خود بخود جڑنے لگتے ہیں۔ اس طریقہ کار کی سہولتیں بدیہی ہیں"

سید جمال الدین مرحوم نے جو کام کیا وہ اپنی جگہ پر خواہ ٹھیک ہی کیوں نہ ہو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سید احمد خاں نے جو کام کیا ہے جب تک اس کی نفی نہ کی جائے سید جمال الدین کا رنگ نہیں جم سکتا دونوں کا نقطۂ نظر جدا تھا اور سر سید احمد خاں نے اپنے نقطۂ نظر سے جو کام کیا اس کو محض خود غرضی کی تہمت کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔ جب خود مفکر کے نزدیک بھی "تعاون" کا طریق کار ایک لحاظ سے مفید ہو سکتا ہے خواہ اسکو آپ "ذہنی بے" کا نام دیں۔ اگرچہ اکثر کے نزدیک وہ صحیح وقت شناسی اور کمال دور اندیشی پر مبنی تھا۔ اور اس کے نتائج نہایت اہم پیدا ہوئے۔ بے شک دینی کام سر سید کے بس کی بات نہ تھی اور اس میں انہوں نے سخت ٹھوکر کھائی اور ہم اسی لحاظ سے ان کی توجیہات کو سخت گمراہ کن سمجھتے ہیں۔ لیکن انہوں نے ایک نہایت نازک وقت صرف ایک پہلو میں مسلمانوں کی مؤثر رہنمائی کی اور ان کے کام اور ان کی اس طرح تحقیر جیسی کہ مفکر نے کی ہے ناشکری ہے باقی رہے۔ سید جمال الدین مرحوم تو جیسا کہ ہم نے کہا ہے انہوں نے اپنے نقطۂ نظر سے جو کام کیا وہ بعض کے نزدیک اچھا ہو سکتا ہے۔ لیکن نتائج اور دور اندیشی کے لحاظ سے وہ نہ صرف ناکام ہے بلکہ ایک حد تک نقصان دہ ثابت ہوا۔ اور سید احمد بریلوی کے کام کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ سید احمد بریلوی علیہ السلام اور سر سید احمد خاں مرحوم جس پالیسی پر ایمان رکھتے تھے وہ انہوں نے اپنے عمل میں دکھا دی۔ لیکن افسوس کہ تیسرے سید کے کام کا کوئی نتیجہ عملی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا اور دراصل یہی وجہ ہے کہ کسی مسلمان قوم نے ان کی وہ قدر دانی نہیں کی جس کے "مفکر" متمنی ہیں۔

چونکہ "مفکر" نے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر بھی کیا ہے اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ یہاں آپ کی پوزیشن بھی واضح کر دی جائے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آپ اللہ تعالے کی طرف سے مبعوث ہوئے تھے اس لئے آپ میں تمام وہ حقیقی خوبیاں جو سر سید احمد خاں میں تھیں اور وہ حقیقی خوبیاں جو سید جمال الدین افغانی میں تھیں بدرجہ اتم موجود تھیں دوسرے لفظوں میں آپ نے تعاون کیا مگر دین کے صحیح موقف سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہیں ہوئے۔ جہاں سر سید مرحوم نے دین کو نیچریت پہ قربان کر دیا اور جہاں سید جمال الدین افغانی مرحوم نے دین کو محض ایک سیاسی تحریک بنانے کی کوشش کی وہاں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دونوں غلطیوں سے محفوظ رہے۔ جہاں آپ نے انگریز کی فائق قوت نظم و نسق کی وجہ سے اس کی تعریف کی وہاں دینی لحاظ سے اس کو مردہ پرست قرار دیا ہے اور اسلام کے لئے معاون علی البر کی حد تک اس سے پورا پورا تعاون کیا اور انگریز کے غلط دین کے مقابلہ میں ایک ایسی مؤثر دینی تحریک چلائی کہ جس کا لوہا بڑے بڑے پادریوں کو تسلیم کرنا پڑ رہا ہے اور آپ نے ایک ایسی فعال جماعت قائم کر دی ہے کہ اس کی موجودگی میں کسی دنیاوی قسم کی یادگار کے لئے دریوزہ گری کی ضرورت ہی نہیں۔

احباب توجہ فرمائیں

وقف جدید کا تیسرا سال شروع ہوئے پانچ ماہ گذر چکے ہیں اور اکثر احباب اور جماعتوں نے اپنے وعدوں کو بروقت ادا فرما کر اخلاص اور قربانی کا ثبوت دیا ہے تاہم بعض جماعتیں اور احباب ابھی ایسے ہیں جن کی طرف سے ہنوز وعدے بھی موصول نہیں ہوئے۔ لہٰذا گذارش ہے کہ ایسے احباب اور جماعتیں فوری طور پر اس طرف توجہ فرمائیں اور اولین فرصت میں اپنے وعدوں سے دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ نیز جلد ہی ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(ناظم مال وقف جدید)

تفسیر قرآن کے اصول

از محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل

(قسط نمبر ۲ سلسلہ کے لئے دیکھیں الفضل ۲۹ مئی)

اس بنیادی بحث کے بعد اب ہم تفسیر قرآن کے بعض خاص اصول بیان کرتے ہیں اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم عربی۔ عجمی۔ عالم۔ جاہل ہر ایک کے لئے کتاب ہدایت ہے اور اللہ تعالےٰ ہر ایک کو اس کی برکات سے حسب طلب اور حسب استطاعت متمتع کرتا ہے اور اس کے مطالب اسے سمجھاتا ہے۔ اس کے لئے نہ عربی زبان کا ماہر ہونا ضروری ہے۔ اور نہ دوسرے امور پر دسترس رکھنا لابدی ہے۔ تاہم تفصیلی تفسیر اور نتائج فکر کی چھان پھٹک کے لئے علم عربی اور بعض دوسری قابلیتوں کی ضرورت سے مجال انکار نہیں۔

(۱) قرآن کی زبان عربی ہے اور یہ ایک خاص فلسفیانہ زبان ہے۔ اس کے الفاظ میں وہ حکمتیں مخفی ہیں جن کی بناء پر کوئی لفظ کسی خاص معنے کے لئے وضع ہوا ہے۔ اس کے لفظ اور معنے میں مناسبت کو مدنظر رکھا گیا ہے . . . .

. . . .

. . . . اس کے مادے انسانی مشاہدات ابتدائی تأثرات اور دلی جذبات کے اظہار کا خاص خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں اور قرآن کریم جب کسی لفظ کو استعمال کرتا ہے تو الفاظ کی اس خصوصیت کو کیا بلحاظ وسعت اور کیا بلحاظ گہرائی اور زیادہ اجاگر کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ یہ محدود طاقتوں والے کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ عالم الغیب والشہادۃ بہت بڑی طاقتوں والے خدا کا کلام ہے۔ پس تفسیر قرآن کے لئے جہاں عربی زبان کا جاننا ضروری ہے وہاں اس کی ان خصوصیات اور قرآنی استعمالات کے اس شرف کو مدنظر رکھنا بھی لابدی ہے۔

۲- عربی زبان میں مہارت کے لئے لغت۔ صرف و نحو۔ معانی و بیان۔ نظم و نثر عربی سے واقفیت کے علاوہ اصلی اور نقلی عربی میں امتیاز کا ملکہ بھی حاصل ہونا چاہئے کیونکہ کسی زبان کے اسلوب ادا اور اس کے اصول تعبیر سے گہری واقفیت کے بغیر اس کے بیان کردہ حقائق تک رسائی کا دعویٰ بڑی ہی جرأت کا کام ہے۔ اسی طرح عربی اسلوب سے ہٹ کر کسی آیت کی تفسیر کرنا بھی راہ صواب سے بھٹک جانے کے مترادف ہے

۳- اگرچہ قرآن کریم کوئی مختص المقام یا مختص الزمان کتاب نہیں۔ تاہم اس لحاظ سے کہ کسی عہد کا کلام اس عہد کے بے شمار تمدنی۔ سیاسی۔ معاشرتی اور اخلاقی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے اور اس میں اس عہد کے تمدن مذہب و سیاست کی کئی حقیقتیں مضمر ہوتی ہیں۔ اس لئے اس ماحول کی تاریخ سے واقفیت بہت بڑے فائدے کا باعث ہوگی جس ماحول میں قرآن کریم نازل ہوا ہے۔ پس اس لحاظ سے ایک مفسر کے لئے زمانہ نزول قرآن میں تمام دنیا کے بالعموم اور عرب اقوام کے بالخصوص تمدنی حالات۔ سیاسی رجحانات۔ بین القبائلی اور بین الاقوامی تعلقات۔ مذہبی عقائد اور ان کے رسم و رواج سے حتی الوسع واقف ہونا ضروری ہے۔ اسباب نزول سے متعلقہ مباحث و روایات کا تعلق بھی درحقیقت اسی اصل سے ہے۔

۴- مفسر کو نزول کتاب اور جمع و ترتیب۔ قرآن کی تاریخ کا بھی علم حاصل ہونا چاہئے۔ ورنہ اسے بہت سی مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا اور اس کا راستہ بڑا کٹھن ہو جائے گا۔

۵- قرآن کریم اللہ تعالےٰ کا کلام ہے اور کائنات اللہ تعالےٰ کا فعل ہے۔ اس لئے دونوں ایک دوسرے کی تفسیر ہیں اور ان پر یکجائی نظر انکشاف حقیقت کے لئے ایک بڑی استوار راہ ہے۔ بظاہر یوں نظر آتا ہے جیسے اس کائنات میں کوئی ربط و نظم نہیں۔ لیکن غور کرنے والوں نے اس وہم کی دھجیاں اڑا کر رکھ دی ہیں۔ ایسا ہی جو لوگ قرآن کریم کی گہرائیوں میں جاتے ہیں انہیں یہ مفروضہ حقیقت سے کوسوں دور نظر آئے گا کہ اس کتاب مبین کی آیات و سور میں باہمی نظم و ربط کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ پس تفسیر میں ربط آیات و سور کا خاص طور پر خیال رکھا جائے کیونکہ ترتیب آیات میں غور کرنا اور یہ دیکھنا کہ ایک آیت کا بعد کی آیت سے۔ اور ایک سورت کا پیچھے آنے والی سورت سے کیا ربط ہے معانیٔ قرآن کو کھول دیتا ہے۔ پس یہ ایک عظیم الشان علم ہے جسے اس کا ملکہ دیا گیا اس نے اس دنیا میں جنت کو پا لیا۔

۶- قرآن کریم آفتاب آمد دلیل آفتاب کا مصداق ہے . . . . . . اس کی صداقت ثابت کرنے کے لئے باہر سے مدد لینے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی صداقت کا خود دعویٰ بھی کرتا ہے اور اس کے لئے عقلی اور اقتداری دلائل بھی خود مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح تفصیل کے لحاظ سے ہر وہ بات جو قرآن کریم نے بیان کی ہے اس کے درست ہونے کا ثبوت اور اس کے حکیمانہ ہونے کی دلیل بھی اس نے خود ہی بیان کر دی ہے۔

غرض قرآن کریم اپنی حمایت سے نہ عاجز ہے اور نہ ہی اس کے لئے اسے خارجی مدد کی ضرورت ہے اور یہ قرآن حکیم کا وہ اعجاز ہے۔ جس کی کوئی نظیر موجود نہیں۔ پس تفسیر قرآن میں اس امر کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

۷- قرآن پاک کسی انسان کا تصنیف کردہ صحیفہ نہیں بلکہ صاحب جلال علام الغیوب خدا کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہے اس لئے یہ کہنا کہ وہ صداقتیں جو آج ظاہر ہوئی قرآن کریم میں ان کا ذکر کیسے آ گیا یا اس زمانہ کے حالات و کوائف کے متعلق اس کی ہدایات کے کیا معنے ایک بالکل لغو اعتراض ہے۔ قرآن حکیم کا یہ کمال ہے کہ اس نے اپنے اولین مخاطبین کی قابلیتوں کو بھی مدنظر رکھا۔ اور جیسا کہ بلاغت کا اصول ہے اس نے کمال حکمت سے ان مخاطبین کی اہلیت و حیثیت کے مطابق ان سے کلام کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسلوب کلام میں یہ اعجاز رکھ دیا کہ یہی آیات ہمیشہ کے لئے آئندہ آنے والے ذہنی حقائق کی پردہ کشائی کا ذریعہ بنتی رہیں غرض یہ ایک اہم اصل ہے جسے قرآن کریم کی تفسیر میں نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔

۸- علم غیب اور پیشگوئیاں وحی الٰہی کا ایک اہم حصہ ہوا کرتی ہیں۔ خصوصاً ہمیشہ رہنے والی مذہبی کتاب کی زندگی کا یہ بڑا اہم عنصر ہیں پس کلام پاک کی تفسیر کے لئے یہ امر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

۹- قرآن کریم کے بعض حصے بعض کی تفسیر کرتے ہیں۔ ایک جگہ اگر اجمال ہے تو دوسری جگہ تفصیل آ گئی ہے ایک جگہ اشارہ ہے تو دوسری جگہ وضاحت بھی موجود ہے اس لئے کسی آیت کی تفسیر میں دوسری تائیدی یا تشریحی آیات کو ملحوظ رکھنا بڑا ضروری ہے ورنہ راہ حق سے بھٹک جانے کا قوی امکان ہوگا۔ القرآن یفسر بعضہ بعضاً میں اسی اصل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۰- آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بمطابق آیت بلّغ ما انزل الیک من ربک جہاں قرآن کے مبلّغ ہیں وہاں بفحوائے آیہ کریمہ لتبیّن للناس ما انزل الیھم قرآن مجید کے مبیّن بھی ہیں۔ اس لئے سنت متواترہ اور احادیث صحیحہ قرآن کریم کے ضروری حصوں کی بہترین تفسیر ہیں۔ انہیں نظر انداز کرنا بڑی بدقسمتی ہے اور سمجھ دار مفسر اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔

۱۱- صحابہ کرامؓ کے سامنے قرآن کریم نازل ہوا۔ وہ واقعات نزول کے شاہد تھے اور قرآن کے پہلے مخاطب بنے۔ عربی ان کی مادری زبان تھی۔ اس لئے کسی آیت کے صحیح مطلب کو سمجھنے کے جو مواقع انہیں میسر تھے وہ بعد میں آنے والوں کے حصہ میں نہیں آئے۔ اس لئے آثار صحابہؓ اور اقوال تابعین کو تفسیر قرآن میں ہمیشہ سے اصولی اہمیت حاصل رہی ہے۔ البتہ اس سلسلہ میں روایت کی صحت۔ اسناد کی ثقاہت اصول درایت اور مستقبل سے متعلق تفسیر کو ملحوظ رکھنے سے کسی نے انکار نہیں کیا۔

(۱۲) سابقہ تفاسیر کو بھی زیر نظر رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ علمی دنیا میں سابقہ تحقیقات ہی پر نئی تحقیقات کی بنیاد رکھی جاتی ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلوں نے کیا سوچا اور ہمارے نتائج فکر کیا ہیں اور اگر ان میں اختلاف ہے تو اس کی بنیاد کیا ہے۔

۱۳- قرآن کریم سابقہ الہامی کتب کا مصدق ہے۔ ان میں سے بعض کے واقعات کو وہ دہراتا ہے اور بعض کی تصحیح کرتا ہے اس لئے ملکۂ تفسیر کے لئے ان کتب کے مضامین سے واقفیت اور سابقہ مذاہب کی تاریخ کا علم بھی ضروری ہے۔ ورنہ واقعہ کی صحیح صحیح تصویر کھینچنا اور مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینا ممکن نہیں ہوگا۔

۱۴- قرآن کریم کو صحف گذشتہ کے لئے مہیمن قرار دیا گیا ہے۔ یعنی وہ ان کی سچائیوں کا محافظ اور ان میں لوگوں کی گمراہ کن دخل اندازیوں کی نشان دہی کرتا ہے۔ اور اس میں اس نے صرف دعویٰ ہی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے اندرونی اور خارجی تاریخی اور اثری شواہد بھی محفوظ رکھے ہیں۔ پس تفسیر میں ان شواہد کی جستجو اور تفصیل بڑی اہم ضرورت ہے۔

۱۵- قرآن کریم صحیفۂ زندگی بھی ہے اور ماضی کی کتاب بھی۔ لیکن اس حیثیت سے نہیں کہ یہ کوئی تاریخی کتاب ہے بلکہ ایک خاص مقصد کے پیش نظر اس نے بعض تاریخی واقعات کو منتخب کیا ہے۔ یہی عبارت

ان تاریخی واقعات کی ضروری تفاصیل بیان کرنا ایک مفسر کا فرض ہے وہاں اس مقصد کی نشاندہی کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے جس کے لئے کسی واقعہ کا انتخاب زیر عمل آیا ہے کیونکہ یہ امر کبھی فراموش نہیں ہونا چاہیئے کہ عبرت کے علاوہ کسی اور بہت بڑے بلند مقصد کے لئے بھی ان وقائع اور تاریخی حقائق کا انتخاب کیا گیا ہے۔

۱۶- ہر زمانہ اپنے ساتھ نئے علوم لاتا ہے اسلئے ضروری ہے کہ دائمی صداقتوں کی حامل کتاب کو ان علوم کی روشنی میں حل کیا جائے کیونکہ ایسی کتاب ان علوم سے بے تعلق نہیں رہ سکتی اسی طرح ان الٰہی اصول کی جن بنیادوں کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے وہ بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونی چاہئیں ورنہ بعض آیات کے بڑے ضروری حصے غفلت کا شکار ہو جائیں گے۔

۱۷- قرآن کریم اپنے مضامین کے لحاظ سے اصولاً چار حصوں میں منقسم ہے۔ آیات اللہ یعنی دلائل و براہین صداقت جسے ہم دین کی منطق یا قرآن کریم کا علم الکلام کہہ سکتے ہیں۔ دوسرے موعظۃ حسنۃ جو تزکیہ نفس اور اخلاق کی درستی کا بڑا زبردست ذریعہ ہے۔ تیسرے کتاب اللہ یعنی احکام و قوانین جن پر دین کے نظام کا مدار ہے اور ان کا تعلق معاشرہ کے تنظیمی پہلو سے ہے چوتھے الحکمۃ یعنی روح شریعت اور فلسفۂ دین جیسے فرمایا

حاشیہ: ۱؎ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ ... الآیۃ (الجمعۃ ۳)
"وہی ہے جس نے امیوں میں رسول بھیجا وہ انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ انہیں پاک کرتا ہے۔ اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔" ۱؎

پس قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے مضامین قرآن کی اس حیثیت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

۱۸- قرآن کریم کا اسلوب بیان بڑا واضح ہے اور ادائے مطلب میں اس نے کوئی ابہام باقی نہیں رہنے دیا جیسے فرمایا۔

۲؎ حاشیہ: اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ (یٰسٓ ۷۰)
"یہ ایک نصیحت اور ہمیشہ پڑھی جانے والی واضح المطالب کتاب ہے۔" ۲؎

اس لئے یہ کہنا کہ قرآن کا کچھ حصہ ایسا بھی ہے جس کا مطلب انسان کی دسترس سے باہر ہے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی اس کی مراد کو جانتا ہے درست نہیں کیونکہ یہ خیال قرآن کے مبین ہونے اور اسکے کتاب ہدایت ہونے کے منافی ہے۔

۱۹- قرآن کریم ہر قسم کے اختلاف سے پاک ہے اور اس کا کوئی حصہ دوسرے حصے کے متضاد نہیں اسلئے متشابہ آیات کی تفسیر محکم آیات کی روشنی میں کرنی چاہیئے تاکہ اصل اصول کی خلاف ورزی کا امکان باقی نہ رہے مثلاً قرآن کریم تناسخ اور ایک نوع کے جانور کا دوسری نوع کے جانور میں تبدیل ہونے کا قائل نہیں جیسے فرمایا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ یعنی اللہ تعالیٰ کی خلق میں تبدیلی ناممکن ہے۔ پس اس لحاظ سے آیہ کونوا قردۃ خاسئین کے معنے یہ نہیں کئے جا سکتے کہ یہ لوگ واقعی بندروں کی جون میں بدل گئے تھے۔

۲۰- قرآن کریم کی تفسیر میں ان مخصوص اصولوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ جو ان اصولوں کو مدنظر نہ رکھے وہ صداقت کے پانے سے محروم رہ جائے گا۔ قرآن کریم ان میں سے بعض اصولوں کو مدنظر رکھے بغیر بھی سمجھ آ سکتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے سامنے ان میں سے کئی اصول نہ تھے لیکن اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق بہترین طریق پر انہوں نے قرآن کریم کو سمجھا اور اسکے مطابق عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی لیکن کسی نتیجہ کی صحت۔ کسی تفسیر کی تنقید ان اصول کو مدنظر رکھے بغیر ممکن نہیں پس یہ اصول تفسیری حقائق کے پرکھنے کا ایک نادر ذریعہ ہیں۔ اور اس لحاظ سے ان کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ لیکن یہ سب اصول سامنے رکھنے کے باوجود بھی اگر کوئی قرآنی مشکل حل نہ ہو تو گھبرانا نہیں چاہیئے اور نہ ہی راہ حق کو ترک کرنا چاہیئے بلکہ ثابت قدمی سے یقین محکم کی چٹان پر کھڑے ہو کر دعا کے سہارے اپنی کوششیں جاری رکھنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ انکشاف حقیقت کی کوئی نہ کوئی راہ اسکے لئے ضرور ظاہر کرے گا۔ اسی لئے فرمایا

۳؎ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت ۷۰)
"وہ جو لوگ جو ہمارے رسول کی تلاش میں مقدور بھر کوشش کریں گے ہم انہیں اپنے راستے ہمیشہ دکھاتے رہیں گے۔" ۳؎

ولادت

مجھے اللہ تعالیٰ نے ۱۶ ارمئی ۱۹۶۰ء بروز پیر پہلا فرزند عطا فرمایا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عبد الشکور نام تجویز فرمایا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی عمر دے خادم دین و الدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

(عبد الغفور خان معلّم ہارٹن روڈ کراچی نمبر ۵)

صدر انجمن احمدیہ کیلئے واقفین کی ضرورت

از محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ

صدر انجمن احمدیہ کو متعدد نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنی زندگیاں خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کے لئے وقف کریں ۱۹۵۵ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو اس کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اب پھر اس اعلان کے ذریعہ احباب جماعت کو صدر انجمن احمدیہ کی اس اہم ضرورت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ مختلف نوجوان دائمی زندگی کے حصول کی خاطر اس عارضی زندگی کو نیکی اور بھلائی اور خدمت کے کاموں کیلئے پیش کریں۔

عام راہنمائی کے لئے یہ بتانا ضروری ہے کہ اس وقت جماعت کو مندرجہ ذیل قابلیتوں کے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔

(۱) ایم اے۔ ایم ایس سی (۲) بی اے۔ بی ایس سی۔ بی ایڈ (۳) ایل ایل بی (۴) ایم بی بی ایس یا (۵) ایسے افراد جن کو انتظامی کاموں کا تجربہ ہو خواہ پنشنر ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین (صدر۔ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

مشرقی پاکستان کے حالات

جامعہ احمدیہ میں مکرم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کی تقریر

مورخہ ۳۱؍۵؍۱۹۶۰ء بروز منگل مکرم محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری سابق پرنسپل جامعۃ المبشرین ربوہ نے الجمعیۃ العلمیۃ جامعہ احمدیہ کے اجلاس میں اپنے حالیہ دورہ مشرقی پاکستان کے حالات بیان کرتے ہوئے جماعت ہائے احمدیہ مشرقی پاکستان کے اخلاص و محبت کو سراہا۔ آپ نے فرمایا اسلام اور احمدیت کے لئے ان کی قربانیاں ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہیں۔

مولانا موصوف جماعت احمدیہ چاٹگانگ کی دعوت پر ان کے سالانہ جلسہ میں شمولیت کے لئے ۱۹ مئی کو بذریعہ ہوائی جہاز مشرقی پاکستان تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے مشرقی پاکستان میں قریباً بیس یوم تک قیام فرمایا اور وہاں کی اہم جماعتوں کے دورے فرمائے اور مختلف مقامات پر پبلک جلسوں سے بھی خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنی دلچسپ تقریر میں فرمایا کہ مشرقی پاکستان کی غیر مسلم آبادی اور اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کے ذرائع بہت وسیع ہیں اور ان سے خاطر خواہ نتائج کی توقع ہے۔ آپ نے اس پر بھی زور دیا کہ ہمارے مبلغین کو بنگالی زبان سیکھنی چاہیئے اس سے اظہار خیال میں بڑی سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ تقریر کے بعد بعض سوالات کا جواب دیتے ہوئے آپ نے وہاں کی اقتصادی، تعلیمی اور مذہبی حالت پر مختصر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ مشرقی پاکستان کے عوام اقتصادی لحاظ سے خوشحال ہیں قدرت نے ان کو بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے۔ تعلیمی حالت بیان کرتے ہوئے آپ نے ان کی ذہانت اور معاملہ فہمی کو سراہا اور ان کے جذبہ خدمت کی تعریف کی آپ نے فرمایا کہ ان کی دینی حالت بہ نسبت مغربی پاکستان کی بہتر ہے۔ آپ کی یہ دلچسپ تقریر اور سوال و جواب کا سلسلہ پون گھنٹہ تک جاری رہا۔ بعد میں صدر اجلاس مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف نے مولانا موصوف کا الجمعیۃ العلمیۃ جامعہ احمدیہ کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ (الامین الجمعیۃ العلمیۃ جامعہ احمدیہ)

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ــــــ اور ــــــ عبادات

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء

(از مکرم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی)

(قسط ۷)

حضور کی عبادات میں عشق و محبت کے طریقوں کی تفصیل

اب میں حضور کی عبادات یعنی عشق و محبت کے مختلف طریقوں کی تفصیل ذکر کرتا ہوں۔

نزول وحی سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک لمبا عرصہ گھر سے سات سات دن کا زاد ساتھ لے کر مکہ مکرمہ سے دور ایک غار میں تشریف لے جاتے اور تنہا وہاں بیٹھ کر اللہ تعالےٰ کے حضور اپنے دل کی ساری کیفیات بیان فرماتے۔ اپنے ماحول میں شرک و ناپاکی کو دیکھ کر مخلوق خدا کے لئے دل میں جو تڑپ پیدا ہوتی تھی اسے خدا کے حضور پیش فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قلبی کیفیت کو جس طرح آپ کے عاشق صادق جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود راز دان ہوتے ہوئے جس طرح بیان فرمایا ہے اس سے بہتر کوئی زبان بیان نہیں کر سکتی۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

روح او در گفتنِ قولِ بلیٰ اول کسے
آدم توحید و پیش از آدمش پیوند یار
جان خود دادن پئے خلقِ خدا در فطرتش
جان نثار خستہ جانِ بے دلاں راغم گسار
اندر آں وقتے کہ دنیا پُر ز شرک و کفر بود
ہیچ کس را خون نشد دل جز دلِ آں شہریار
ہیچ کس از خبثِ شرک رجسِ بت آگاہ نشد
ایں خبر شد جانِ احمد را کہ بود از عشق زار
کس چہ می داند کہ ازاں نالہا باشد خبر
کاں شفیع کرد از بہر جہاں در کنجِ غار
من نمی دانم چہ دردے بود و اندوہ و غم
کہ در آں غارے درآوردش حزین و دلفگار
نے ز تاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مردن غم نہ خوفِ کژدم نے بیمِ مار
نعرہا پر دردمی زد از پئے خلقِ خدا
شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نہار
سخت شورے اوفتاد اندر فلک از عجز و دعا
قدسیاں را نیز شد چشم از غم آں اشکبار
آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش
شد نگاہے لطف حق بر عالم تاریک و تار

یعنی حضور کی روح قولِ بلیٰ کہنے میں سب سے اول تھی آپ توحید کے آدم تھے اور آدم سے بھی پہلے یار سے آپ کا پیوند تھا۔ خدا کی مخلوق کے لئے اپنی جان فدا کرنا آپ کی فطرت میں تھا۔ آپ خستہ جانوں پر قربان اور بے دلوں کے غمگسار تھے۔ اس زمانے میں کہ دنیا شرک و کفر سے بھری ہوئی تھی۔ اس شہریار کے سوا کسی کا دل خون نہ ہوا۔ کوئی شخص بھی شرک خبث اور بتوں کی گندگی سے آگاہ نہ ہوا ــ اس کی خبر جانِ احمدؐ کو ہوئی جو کہ عشق سے چوُر تھے کوئی جان سکتا ہے اور کس کو ان نالوں کی خبر ہو سکتی ہے جو وہ شفیع کنج غار میں سارے جہاں کے لئے کرتے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ درد اور اندوہ و غم کس درجہ تھا جو حضور کو حزین و دلفگار بنا کر اس غار میں لے جاتا تھا۔ حضور کو نہ تاریکی سے وحشت ہوتی نہ تنہائی سے کوئی ہراس ہوتا نہ موت کا غم نہ بچھوؤں کا خوف نہ سانپوں کا ڈر۔ خلق خدا کے لئے اس غار میں حضور پُر درد نعرے مارتے اور دن رات حضورؐ کا کام خدا کے حضور تضرع ہو گیا اس عجز اور دعا سے آسمان پر ایک شور پڑ گیا اور خود فرشتوں کی آنکھیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غم سے اشکبار ہو گئیں آخر حضور کے اس عجز اور مناجات اور تضرع کے طفیل خدا کی نگاہِ لطف اس عالم تاریک و تار پر پڑی۔ غرض خدا کو ملنے کے لئے بے انتہا تڑپ اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی کے لئے بے انتہا بے قراری یہ دو شدید جذبات تھے۔ جو حضور کو اس غار کی تنہائیوں میں لے جاتے۔ خدا تعالےٰ سے ملنے کی اس بے انتہا تڑپ کو خدا تعالےٰ نے خود اس طرح بیان فرمایا:۔

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى

یعنی شوق ملاقات میں تجھ پر ایک شدید بے خودی کی کیفیت طاری کر دی ہوئی تھی اسے دیکھ کر ہم نے تجھے اپنی طرف بلا لیا۔ ان پُر درد دعاؤں کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ نے مقبول دعائیں کرنے کی راہ بتائی یعنی حضور پر نماز اور اس کے احکام نازل فرمائے۔ جن پر عمل کر کے سالک اپنے محبوب کو پا کر اس کے نقوش اپنا لے۔

نماز

عبادات میں سے بنیادی اور اولین عبادت نماز ہے۔ اور یہ مومن کا معراج ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض دیگر مذاہب بھی توجہ کے لئے تنہائی میں بیٹھنا سکھاتے ہیں۔ سندھیا میں ہندو سانس روکنے اور توجہ کو مضبوط کرنے کی ورزشیں کراتے ہیں۔ یہاں تک کہ Consciousness کی روقطعی طور پر ختم جائے اور اس چیز کو وہ عبادت کا عظیم جزو سمجھتے ہیں۔ بلکہ شاید اسے عبادت کی انتہا قرار دیتے ہیں **عیسائی** تنہائی تو اختیار نہیں کرتے بلکہ ان کی چرچ کی عبادت صرف جنتِ نگاہ اور فردوسِ گوش کا سامان مہیا کرتی ہے لیکن خدا کی وہ صفات جن کا انسان کے قلب و دماغ پر ایک واضح اور روشن عکس پڑے۔ اور جن صفات کا تعلق روز مرہ کی زندگی سے ہو۔ نماز کے علاوہ کسی مذہب کے طریق عبادت میں ایسی کوئی صفات بیان نہیں ہوئیں۔ سورۃ فاتحہ میں خدا کی جو صفات بیان ہوئی ہیں وہ بے اختیار انسانی قلب پر وارد ہوتی اور اسے بے حد متأثر کرتی ہیں۔ ہنود میں گائتری منتر کی بڑی تعریف کی جاتی ہے لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ سورۃ فاتحہ سے اس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہو سکتا۔ ایک معمولی سے معمولی ذہن اور بڑے سے بڑے فلاسفر اور سائنسدان کی نگاہ جب صحیفہ قدرت پر پڑتی ہے تو اسے نظر آتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی طاقت بغیر کسی استحقاق کے بے انتہا رحم و کرم کر رہی ہے۔ اس کی کوئی بھی ایسی ضرورت نہیں جو ہر آن پوری نہیں ہو رہی وہ تھوڑی سی محنت کرتا ہے تو سینکڑوں گنے اس کا اجر ملتا ہے وہ ایک دانہ بوتا ہے تو سو سو دانے کی سات بالیاں نکل آتی ہیں وہ جس مقام پر ترقی کرتا ہے۔ اس سے اگلی منزل اس کے سامنے نظر آتی ہے اور اس کے لئے بے حد و شمار اس کی ربوبیت کا سامان موجود ہے اور یہ سامانِ ربوبیت اسی کے لئے نہیں بلکہ تمام عالمین کے لئے موجود ہے۔ وہ غلطی کرتا ہے۔ تو خود قدرت اسی پر گرفت کرتی ہے۔ اور پھر ہر کام ہر حرکت ہر سکون میں اور نیچر کے ہر بسیط اور ہر کثاد میں ایک مقصدیت نظر آتی ہے۔ ایسی حالت میں جب ایک مسلمان نماز پڑھتا ہے تو سورہ فاتحہ میں خدا تعالےٰ کی صفات ربوبیت عالمین رحمانیت و رحیمیت و مالکیت کے آئینہ میں ایک نہایت پیار کرنے والا خدا کا حسین چہرہ دیکھتا ہے۔ یہ چہرہ دیکھ کر اس کی رسمی اور اسمی معرفت یکدم ذاتی معرفت میں تبدیل ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں سالک اس کے وصال میں بے چین و بے قرار ہونے لگتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ مومن تو پہلے ہی اپنے مولیٰ کی تعریف کرتا ہے لیکن جب صفات کے آئینہ میں چہرہ سامنے آ جاتا ہے تو یکدم بے اختیار ہو کر غیب کے صیغہ کی بجائے مخاطب کا صیغہ اختیار کر کے

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ پکار اٹھتا ہے۔ توجہ تو دوسروں نے بھی سکھائی۔ لیکن کیا کسی دیگر مذہب نے بھی خدا تعالےٰ کی صفات اور اس کی معرفت کو ایسے لطیف انداز میں بیان کیا ہے؟ یقیناً یہ تجویز کردہ عبادت سراپا محبت خدا کی طرف سے سراپا محبّ محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور اس کی مثال تاریخ عالم میں کہیں نہیں مل سکتی

ایک ہندو وکیل سے مکالمہ

ایک دفعہ ایک ہندو وکیل جس کا علمی Career بڑا شاندار تھا وہ پرائمری میں اول رہا مڈل میں اول رہا میٹرک میں اول رہا۔ ایف اے اور بی اے میں اول رہا۔ اور ایل ایل بی میں اول رہا۔ اس نے ایک نہایت پُر تحقیر اعتراض نماز پر ایک حکایت کے رنگ میں کیا کہ ایک گاؤں میں کوئی مولوی نماز کا سبق دینے گیا سننے والوں نے سنا اور بعضوں نے عمل شروع کر دیا کوئی ایک ماہ بعد وہی مولوی پھر اسی گاؤں میں اپنے کام کے نتائج کا جائزہ لینے کے لئے گیا اور اس نے ایک شخص سے سوال کیا کہ بتاؤ کیا تم نماز پڑھتے ہو اور اس کا کیا فائدہ ہوا ہے تو اس نمازی نے جواب دیا کہ ہاں جناب ایک ماہ کی نماز سے میرے اسہال تو بند ہو گئے لیکن ابھی کھٹے ڈکار باقی ہیں مراد یہ تھی کہ نماز تو ایک اٹھک بیٹھک ہے۔ اس میں عبادت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میں نے اسے بتایا کہ دیکھو تمہارے ہاں سندھیا کیلئے تنہائی میں توجہ پیدا کرنے کیلئے بیٹھتے تو ضرور ہیں لیکن کیا تم بتا سکتے ہو کہ

کوئی خدا کی صفت بھی تم سندھیا میں بیان کرتے ہو اور تمہارے سامنے خالق و مالک کا کوئی صاف تصور بھی آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ محض دماغ پر زور دینے اور توجہ قائم کرنے سے محبت کے جذبات نہیں ابھرتے بلکہ محبت کے لئے خدا کے حسن اور اس کے احسان کا پتہ تو شرط ہے جو سندھیا میں نہیں۔

سورۃ فاتحہ میں خدا تعالیٰ کی صفات کا کامل تصور

اس کے مقابل میں اسلامی نماز سورۃ فاتحہ میں خدا کے وجود کا ایک کامل تصور پیش کیا گیا ہے۔ کیا اس تصور کے بعد دل اس ہستی کی ملاقات کے لئے بے قرار ہوگا اور اس علی کل شیئٍ قدیر خدا کے سامنے سر جھکا دینے کو جی نہ چاہیگا۔ یقیناً چاہیگا بلکہ دل ایک خوف سے بھی لبریز ہو جاتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ایسا محبوب جدا ہو جائے اور دل میں یہ تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ ہم کہاں اور اس پیارے کے حسن کا پرتو کہاں۔ اس لئے سالک بے قرار ہو کر نماز میں ایاک نستعین کہتا ہے اور قریب ترین راہ وصال کی دعا مانگتا ہے اور ساتھ ہی خوف زدہ ہو کر گمراہی اور ناراضگی سے بھی پناہ مانگتا ہے۔ یہ کیف یقیناً اس تمام جہانوں کے مالک کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیتی ہے اور جھک کر سالک اپنے محبوب کی عظمت کا بار بار اقرار کرتا ہے پھر اپنی بے مائگی اور بے حقیقی جوش مارتی ہے تو اٹھ کر کھڑا ہو کر اپنے دل کو تسلی دیتا ہے کہ ہر چند میں کچھ بھی نہیں اور وہ بے انتہا عظمتوں کا مالک ہے۔ پھر بھی وہ میری حمد کو سنتا اور قبول کرتا ہے یہ کہتا ہے اور اضطراب کی ایک اور لہر دل کو پکڑ لیتی ہے کہ میں تو عظمت کے لئے صرف جھکا تھا اس کی شان کے شایاں تو یہ ہے کہ میں اپنا سر نیاز اس کے سامنے زمین پر رکھ دوں اور اس کی عظمت تو یہی نہیں۔ اس کی بے انتہا برتری کا بار بار اقرار کروں۔ یہ سجدہ تمام جہانوں میں کسی مذہب نے بھی تجویز نہ کیا۔ سجدہ کی عبادت صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عاشق زار دل ہی تجویز کر سکتا تھا۔

حضور نے یہ سجدات مسلسل ۲۳ سال تعداد میں کتنے زور کیف میں کیسے پر درد فرمائے اسے بیان کرنا محال ہے۔

حضور کی نماز میں سوز و درد

آپ نے خود فرمایا ہے قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلوٰۃ یعنی مال اور اولاد کی بجائے آپ کی آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں تھی۔ آپ نماز میں جو سوز و درد ہوتا اس کا ذکر حدیث میں یوں آتا ہے۔ عن عبد اللّٰہ بن الشخیر عن ابیہ قال اتیت رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم وھو یصلی ولجوفہ ازیز کازیز المرجل من البکاء (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضورؐ کی باری میرے ہاں تھی ایک تاریک رات میں حضور نصف شب کے قریب اٹھے۔ میرے دل میں نسوانی حسد کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ دیکھوں کہ حضور کہاں جاتے ہیں۔ حضور اٹھے اور سیدھے قبرستان میں تشریف لے گئے اور نوافل پڑھنا شروع کر دیئے۔ قیام اور رکوع کے بعد حضور سجدہ میں پڑ گئے اس وقت سینہ ہنڈیا کی طرح ابل رہا تھا۔ اور حضو بار بار فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ سَجَدَ لَکَ رُوْحِیْ وَجَنَانِیْ اَللّٰھُمَّ سَجَدَ لَکَ رُوْحِیْ وَجَنَانِیْ۔ آنسوؤں کا سیلاب تھا جو آنکھوں سے بہہ رہا تھا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دل تو ازل سے پاک تھا ان آنسوؤں نے اس وقت کے سارے عرب کو پاک کر دیا وہ جو آٹھ وقت مقرر کر کے شراب پیا کرتے تھے وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آٹھ وقت مقرر کر کے غم سے بھری ہوئی راتوں میں خدا کے حضور حاضر ہو کر اس سے محبت کی بھیک مانگتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق فرماتے ہیں ؎

تَرَکُوا الْغَبُوْقَ وَبَدَّلُوْا مِنْ ذَوْقِہٖ
ذَوْقَ الدُّعَاءِ بِلَیْلَۃِ الْاَحْزَانِ

حضور کے نوافل

۲۳ تیئیس سال ایک دفعہ نہیں دن رات کا ایک ایک لمحہ حضور کا نمازوں اور دعاؤں میں گذرتا۔ شعبان کی ایک رات حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور سجدہ میں پڑ گئے۔ اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے شبہ ہوا کہ کہیں حضور نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد نہ کر دی ہو۔ میں بے چینی سے اٹھی پاؤں کو ہاتھ لگایا اور دیکھا کہ حضور فرما رہے تھے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

حضور راتوں کو اس طرح پاؤں پر کھڑے گزار دیتے کہ پاؤں اور پنڈلیاں سوج جاتیں۔ حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوتے۔ یہاں تک کہ حضور کے دونوں پاؤں اور پنڈلیاں متورم ہو جاتیں حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ حضور آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ساری اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دی ہیں تو حضور نے فرمایا۔ اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا کہ کیا میں اپنے مولیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔ (بخاری باب التہجد)

عربی زبان میں شَکُوْرَۃُ الْعَلَفِ کے معنی ہیں کہ جانور نے چارے کا ایک ایک تنکا اٹھا کر کھا لیا اور کچھ بھی باقی نہ چھوڑا اس مفہوم کے پیش نظر حضور کی شکرگذاری کے یہ معنی ہوئے کہ قرب الٰہی کے جو مواقع میسر ہوئے ان میں سے آپ ہر ایک سے فائدہ اٹھاتے اور کسی موقعہ کو ضائع نہ جانے دیتے۔

خدائی ارشاد اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ

ھی اشد وطاً واقوم قیلا کے مطابق حضور نماز تہجد کو نفس پر قابو پاتے عظیم الشان عزم پیدا کرتے اور خدا کے وصال کا بہت بڑا ذریعہ بیان کرتے اور خود بھی نماز تہجد کی طرف خاص توجہ فرماتے آپ کی تہجد کی نماز بعض وقت اتنی لمبی ہوتی کہ نوجوان بھی آپ کے ساتھ کھڑے نہ ہو سکتے۔ حدیث میں آتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ صَلَّیْتُ لَیْلَۃً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَزَلْ قَائِمًا حَتّٰی ھَمَمْتُ بِاَمْرِ سُوْءٍ قِیْلَ لَہٗ وَمَا ھَمَمْتَ قَالَ ھَمَمْتُ اَنْ اَقْعُدَ وَاَدَعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

یعنی عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے اتنی دیر قیام کیا کہ میں نے ایک ایسی بات کا ارادہ کیا جو بری تھی اچھی نہ تھی دریافت کیا گیا آپ نے کیا ارادہ کیا تھا جواب دیا کہ میں نے ارادہ کیا کہ بیٹھ جاؤں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے کھڑا رہنے دوں۔ اس روایت سے آپ کی عبادت میں توغل اور انہماک کا علم ہوتا ہے۔

(باقی)

ضروری تصحیح

الفضل ۱۴ جون کے صفحہ ۲ کالم کے دوسرے پیرے میں سہو کتابت سے ایک فقرہ غلط شائع ہو گیا ہے۔ اصل فقرہ درج ذیل ہے احباب تصحیح فرمالیں۔

"حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد میں ان طاقتوں کے دانت کھٹے کر دیئے گئے تھے۔"

اعلان برائے خدام ربوہ

خدام الاحمدیہ مرکزیہ شعبہ صنعت کی طرف سے ربوہ میں نجاری کا کام سکھانے کے لئے ایک کلاس جاری کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ شامل ہونے والے خدام عصر کی نماز ہر روز (ماسوا جمعہ) مسجد محلہ دارالرحمت غربی میں پڑھا کریں گے نماز کے بعد پندرہ منٹ کے لئے بخاری شریف کا درس سنا کریں گے بعد ازیں ایک گھنٹہ کے لئے نجاری کا کام سیکھا کریں گے جو خدام کلاس میں شامل ہونا چاہیں وہ فوراً دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں اطلاع دیں۔ انہیں شعبہ ہذا کو صرف اس امر کا یقین دلانا ہوگا۔ کہ وہ بلا اشد ضرورت غیر حاضری یا وقت کی پابندی نہ کرنے کے مرتکب نہ ہونگے۔

(مہتمم صنعت و حرفت
خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

درخواست دُعا

مجیدہ بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری مقصود احمد صاحب نمبردار ۶۰-۶-۲۴ کو اچانک فالج کا حملہ ہوا ہے۔ انہیں سخت تکلیف ہے۔

احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرماویں۔

(مہر الدین قیام پور
ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے

کہ

اخبار الفضل

خود خرید کر پڑھے اور زیادہ سے زیادہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔ جو صاحب استطاعت احمدی الفضل خود خرید کر نہیں پڑھتا وہ اپنا فرض کما حقہٗ ادا نہیں کرتا

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جارہی ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل کے ساتھ مطلع فرما دیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

نمبر ۱۵۷۱۸ میں روشن بی بی بیوہ محمد عبداللہ قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر تخمیناً ۵۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن لاٹھیانوالہ چک ۱۹۴ ر ب ڈاکخانہ کھوڑیانوالہ ضلع لائل پور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹/۳/۶۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اراضی نہری دس گھماؤں ہجرت کے بعد موضع چک ۱۹۴ ر ب لاٹھیانوالہ ڈاکخانہ کھوڑیانوالہ ضلع لائل پور میں الاٹ ہوئی ہے جس کی قیمت ریٹ کے مطابق تین ہزار ۳۰۰۰ روپیہ کے حساب سے تیس ہزار ۳۰۰۰۰ روپیہ بنتی ہے۔ جس میں سے دسواں حصہ کی وصیت کرتی ہوں علاوہ ازیں کوئی جائداد نہیں میرے خاوند مذکور قریباً بیس سال سے فوت ہو چکے ہیں میری وفات پر جو بھی جائداد ثابت ہوگی اس کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی جو رقم حصہ جائداد سے ادا ہوتی رہے گی وہ جائداد مذکورہ سے وضع تصور کی جاوے گی چونکہ اشتمال ہے اسلئے امکان ہے زمین کی یا قیمت کی کمی بیشی کی اطلاع دفتر میں دی جاوے گی میں نے اپنا مہر مبلغ ۔/۳۲ روپے خاوند سے وصول کر لیا تھا جو بہت مدت ہوئی خرچ ہو چکا ہے۔

العبد نشان انگوٹھا مسماۃ روشن بی بی بیوہ محمد عبداللہ مرحوم لاٹھیانوالہ چک ۱۹۴ ر ب ڈاکخانہ کھوڑیانوالہ ضلع لائلپور۔

گواہ شد عزیز احمد ولد محمد عبداللہ مرحوم پسر موصیہ مذکورہ ۱۹/۳/۶۰

گواہ شد سردار علی سکرٹری مال چک ۱۹۴ ر ب لاٹھیانوالہ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور ۱۹/۳/۶۰

نمبر ۱۵۷۱۹ میں بشیر الدین عباسی ولد امین الدین عباسی قوم عباسی پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۱/۶ سی لالوکھیت کراچی ۱۹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷ مارچ ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد حسب ذیل ہے (۱) میں ملازمت کرتا ہوں۔ جس سے مجھے ایک سو پینتیس ۔/۱۳۵ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ (۲) میرا ایک مکان نمبر ۲۱/۶ سی لالوکھیت کراچی میں ہے جس پر میں اس وقت ایک ہزار روپیہ خرچ کرچکا ہوں اور یہ میری واحد ملکیت ہے اور خود پیدا کردہ ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد اور جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی فقط ۲۷ مارچ ۱۹۶۰ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد بشیر الدین عباسی بقلم خود

گواہ شد مسعود احمد خورشید سکرٹری خدمت خلق جماعت احمدیہ کراچی۔

گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی۔

نمبر ۱۵۷۲۰ میں سید عبدالمومن رضوی ولد نواب مولوی سید محمد رضوی مرحوم قوم سید پیشہ کاروبار عمر ۵۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۶ پیسوول بلڈنگ جمشید روڈ نمبر ۲ کراچی ۵ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے (۱) میرا ایک پلاٹ ایک کنال نزدیک تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں ہے جس کی قیمت مبلغ چھ سو روپے میں ادا کرچکا ہوں۔ یہ میری واحد ملکیت ہے (۲) میں سینما کا کاروبار کرتا ہوں جس سے مجھے ماہوار آمد اوسطاً ایک ہزار ۱۰۰۰ روپیہ ہوتی ہے اس کے علاوہ میری اور جائداد کوئی نہیں ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ فقط ۱۵ اپریل ۱۹۶۰ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد سید عبدالمومن رضوی بقلم خود

گواہ شد چوہدری محمد حسین پریذیڈنٹ حلقہ مارٹن روڈ کراچی ۵

گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی

نمبر ۱۵۷۲۱ میں ہاجرہ بیگم زوجہ صوفی عبدالرحمٰن صاحب خٹک قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ٹاپ فلور چوہدری بلڈنگ شمالی روڈ رام سوامی کھاتہ کراچی ۳ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷ اپریل ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ (۱) میرا حق مہر مبلغ تین سو ۳۰۰ روپے تھا جو میں نے اپنے خاوند سے وصول کرکے کپڑا سینے والی ایک مشین خرید کر لی ہوئی ہے جو میرے استعمال میں ہے۔ (۲) میرا زیور طلائی وزن سوا تولہ قیمتی ایک سو تیس ۱۳۰ روپے ہے اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ہے۔

میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی فقط ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد ہاجرہ بیگم بقلم خود

گواہ شد صوفی عبدالرحمٰن موصی ۵۸۵۵ خاوند موصیہ

گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی

نمبر ۱۵۷۲۲ میں چوہدری ظفر الحسن ولد مولوی فضل الرحمٰن مرحوم قوم راجپوت پیشہ کاروبار عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بہادر شترہ میرا منڈل رام سوامی گاڈی کھاتہ کراچی ۳ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵ اپریل ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میں کاروبار کرتا ہوں۔ جس کے سلسلہ میں مجھے ماہوار آمد اوسطاً تین سو ۳۰۰ روپے ہوتی ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ فقط ۲۵ اپریل ۱۹۶۰ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد ظفر الحسن بقلم خود۔

گواہ شد شریف احمد پریذیڈنٹ حلقہ سعید منزل کراچی۔

گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی

درخواست دعا و اعانت الفضل

محترمہ والدہ صاحبہ چوہدری غلام قادر صاحب بی فارم کراچی کی ٹانگ پر پھوڑا ہے۔ پہلے کی نسبت افاقہ ہے احباب سے کامل صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

چوہدری صاحب موصوف نے مبلغ پانچ روپے بطور اعانت الفضل ارسال فرمائے ہیں جزاہ اللہ تعالیٰ (مینیجر الفضل)

دعائے نعم البدل

خاکسار کی بھانجی عزیزہ مبشرہ صدیقہ مورخہ ۲۷/۵/۶۰ کو چند یوم بیمار رہ کر قضائے الٰہی سے فوت ہو گئی ہے احباب سے دعائے نعم البدل کی درخواست ہے۔ سردار نور احمد مرتضےٰ (نانو ڈوگری) کاہنہ براستہ رائے ونڈ ضلع لاہور

الوداعی پارٹی

مکرم منیر احمد صاحب زعیم حلقہ سول کوارٹرز تبدیلی کی وجہ سے پشاور سے تشریف لے جا رہے ہیں۔ ان کو الوداعی پارٹی مورخہ ۱۵/۵/۶۰ ۱ بجے شام احمدیہ مسجد سول کوارٹرز میں دی گئی۔ منیر احمد صاحب دو سال تک نہایت محنت اور خوش اخلاقی سے کام کرتے رہے ہیں۔

ناظم نشر و اشاعت خدام الاحمدیہ پشاور

محترمہ والدہ صاحبہ چوہدری عصمت اللہ خانصاحب آف بہلولپور وفات پاگئیں

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

مکرم چوہدری عصمت اللہ خان صاحب آف بہلول پور کی والدہ صاحبہ محترمہ جو مکرم چوہدری صلاح الدین احمد صاحب مشیر قانونی و ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ کی دادی تھیں مورخہ ۳ر و ۴ر جون ۱۹۶۰ء کی درمیانی شب گیارہ بجے کے قریب ۸۵ سال کی عمر میں بمقام بہلول پور وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کے فرزند مکرم چوہدری عصمت اللہ خانصاحب اور مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب سابق سب انسپکٹر پولیس مورخہ ۴ر مئی کو جنازہ بذریعہ ٹرک ربوہ لائے۔ دیگر اعزا کے علاوہ مکرم چوہدری ضیاء الدین احمد صاحب بی۔اے۔ ایل۔ایل۔بی چوہدری جلال الدین احمد صاحب بی اے، چوہدری نصراللہ خاں صاحب ناصر آف سرائے عالمگیر جہلم اور چوہدری شکر اللہ خان صاحب مضنوعہ بھی جنازہ کے ہمراہ ربوہ آئے۔ نماز عصر کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ کو کندھا بھی دیا۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ اور بہت سے دیگر بزرگان سلسلہ جنازہ کے ہمراہ قبرستان تک تشریف لے گئے مرحومہ صحابیہ اور موصیہ تھیں۔ لہٰذا مرحومہ کی نعش کو قطعہ صحابہ مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے دعا کرائی۔

مرحومہؓ نے تین پسر ایک دختر ۲۴ پوتے ۷ پوتیاں ۱۲ نواسے ۷ نواسیاں نیز پڑپوتے پڑپوتیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہؓ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام قرب عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کا دین و دنیا میں ہر طرح اور ہر لحاظ سے حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ہندوستان اور چین کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی پر گہری تشویش کا اظہار

پرجا سوشلسٹ پارٹی کی مجلس انتظامیہ کی قرارداد

نئی دہلی ۷ر جون۔ ہندوستان کی پرجا سوشلسٹ پارٹی کی مجلس انتظامیہ نے اس امر پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے کہ چین سے ہندوستان کے تعلقات بگڑتے ہی جا رہے ہیں۔ مجلس انتظامیہ نے اپنے اجلاس میں جو بنگلور میں منعقد ہوا۔ ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں اس امر پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کیا گیا ہے کہ پچھلے دنوں بھارت کے وزیر اعظم پنڈت نہرو اور چین کے وزیر اعظم مسٹر چو این لائی کے درمیان جو ملاقاتیں ہوئی تھیں وہ نہ صرف یہ کہ ناکام رہیں بلکہ ان میں ایسا دوستانہ ماحول بھی پیدا نہ ہو سکا کہ جس میں کوئی مفید بات چیت ہو سکتی۔ قرارداد میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ چین جب تک بھارتی علاقوں پر سے اپنا قبضہ نہ ہٹالے۔ اس وقت تک چین کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں ہونا چاہیے۔

اعلان اعانت

محترمہ بیگم صاحبہ شیخ محمد محسن صاحب مرحوم نے ان کے ٹرسٹ سے دس روپے ماہوار الفضل کی اعانت کے لئے منظور فرمائے ہیں۔ پہلے دو ماہ کا روپیہ وہ پہلے ادا کر چکے ہیں۔ ماہ جون کے دس روپے اب بھجوائے ہیں۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کی دینی اور دنیوی ترقی کے لئے دعا فرمادیں

درخواست دعا

برادرم مکرم مرزا صالح علی صاحب کو بعض مشکلات درپیش ہیں احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی مشکلات دور فرمائے۔ آمین

(مرزا منظور احمد قادیانی)

حضرت میاں شیخ محمد صاحب قریشیؓ کی وفات

(بقیہ صفحہ اول)

بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کیا گیا حضرت میاں شیخ محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قادیان کے قدیمی باشندوں میں سے تھے آپ کی والدہ مرحومہ محترمہ عالم بی بی صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئیں اور آخر وقت تک حضور کی خدمت میں مصروف رہیں۔ حضرت قریشی صاحب مرحوم اس لحاظ سے پیدائشی احمدی تھے۔ ویسے آپ نے سن بلوغ کو پہنچنے پر خود باقاعدہ حضور علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل کیا آپ نے اپنی ملازمت کا طویل عرصہ جو تقریباً تیس سال پر محیط ہے قادیان میں بحیثیت پوسٹ مین گذارا۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد بھی قادیان میں سکونت پذیر رہے۔ اس کے بعد کا عرصہ لاہور اور ربوہ میں گذارا مرحوم نے تین بیٹے سات پوتے اور نو پوتیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ ان کے دو بیٹے قریشی محمد عبداللہ صاحب اور قریشی عطاء اللہ صاحب صدر انجمن احمدیہ کے کارکن ہیں اور سلسلہ کی خدمت میں مصروف ہیں تیسرے بیٹے قریشی عبدالغنی صاحب لاہور میں ملازم ہیں۔ وفات کے وقت بھی محترم شیخ صاحب مرحوم قریشی عبدالغنی صاحب کے پاس لاہور میں مقیم تھے۔ لاہور سے جنازہ ربوہ پہنچانے میں محترم چوہدری محمد اعظم صاحب بوتالوی نے بڑی امداد فرمائی اور شفا میڈیکو لاہور کی ایمبولنس کار مرحوم کا جنازہ لاہور سے ربوہ لیکر آئی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت قریشی صاحب مرحومؓ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں خاص مقام قرب سے نوازے نیز پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

دو نکاحوں کا اعلان

میری دو لڑکیوں امۃ الحفیظ اور امۃ الکریم کے نکاحوں کا اعلان علی الترتیب نصیر محمد صاحب و جمیل صاحب پسران مکرم چوہدری علی محمد صاحب ساکن چک ۳۹ ڈی۔بی ضلع سرگودھا کے ہمراہ مکرم مولوی قمر الدین صاحب نے مورخہ ۲۰ر مئی ۱۹۶۰ء کو مسجد مبارک ربوہ میں بعد نماز عشاء ایک ایک ہزار روپیہ حق مہر کے عوض پڑھا۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو طرفین کے لئے ہر طرح اور ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

(خاکسار عبدالحفیظ ڈسپنسر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴